

۲۰ سال پہلے

عربی زبان کی بے بسی

اس کا رونا تو اب فضول ہے کہ ہمارا ملک عربوں کے ابرکرم سے گویا محروم رہا اور اس بد قسمت سرزمین کے حصے میں درہ خیر سے آنے والے ایسے فاتح آئے جن کی زبان ترکی یا فارسی تھی اور جن کا اسلامی تصور خود واضح اور صاف نہیں تھا۔ ظاہر ہے ایسے بادشاہوں اور کشور کشاؤں کی سرپرستی میں عربی زبان کس طرح پروان چڑھ سکتی تھی؟ نتیجہ یہ ہوا کہ آغاز اسلام سے شاہ ولی اللہ دہلوی (۱۱۱۴ھ-۱۱۷۶ھ) سے پہلے تک شمالی ہند میں عربی کے دو چار اچھے لکھنے والے بھی نہیں ملتے۔ شمالی ہند کے مایہ ناز شاعر آزاد بلگرامی تک کا یہ عالم ہے کہ ان کی شاعری خالص عجمی اور ہندی رنگ میں رنگی ہوئی ہے۔ گجرات و سندھ کے علاقوں سے صرف نظر کر لیجئے تو کیا دین کیا زبان ہر لحاظ سے شمالی ہند میں گھناؤں پاندھیرا اچھایا ہوا تھا۔

یہ ایک ٹھوس تاریخی حقیقت ہے۔ خواہ ارباب 'غنیمت' اور ملوکیت پرستوں کو اس سے کتنی ہی تکلیف کیوں نہ ہو۔ لیکن ہماری اور آپ کی آرزوؤں سے حقیقتیں نہیں بدل سکتیں اور نہ اسلامی دستور و آئین میں ایسے بادشاہوں کے لیے کوئی جگہ نکل سکتی ہے۔ پرافسوس یہ ہے کہ ہندوستان میں عربی زبان کی یہ بے بسی اب بھی دور نہیں ہوئی اور ۶۰، ۵۰ سال سے صبح زبان کی ترویج و تعلیم کے لیے مخلصانہ کوششیں جاری ہیں، مگر اب تک خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہو سکی ہے۔ کامیابی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ وہ اصحاب درس ہیں جو اب تک ارسطو کی سڑی ہوئی ہڈیوں پر فاتحہ خوانی کو 'علم' سمجھے بیٹھے ہیں اور ان کے ذہن میں کسی طرح یہ حقیقت اُتر نہیں پاتی کہ کتاب عزیز اور دین کے فہم کے لیے یونانی خرافات سے زیادہ علم عربیت کی ضرورت ہے.....

جدید مصر میں ایک روشناس ادیب کامل کیلانی نے حکایات الاطفال کے نام سے بچوں کے از خود مطالعے کے لیے ریڈروں کا ایک سلسلہ تالیف کیا ہے۔۔۔ [علی میاں] نے کامل کیلانی کا پورا چرچہ اُتارا ہے۔۔۔ اور [مصنف] نے انبیاء کے قصے منتخب کیے ہیں۔ زیر تبصرہ کتابچے میں حضرت ابراہیم اور حضرت یوسف کے قصے ہیں۔ مصنف عربی زبان کا بڑا ستھرا اور اچھا مذاق رکھتے ہیں۔ ایسا اچھا مذاق کہ شاید ہندوستان میں کم لوگوں کو نصیب ہو۔ اس لیے کتاب میں کسی قسم کی عجمیت، ہندیت یا رکاکت دخل انداز نہیں ہو سکی (قصص النبیین للأطفال، مولانا ابوالحسن علی حسنی ندوی پرتبصرہ)۔ (مطبوعات مسعود عالم ندوی،

ترجمان القرآن، جلد ۲۸، عدد ۴، رجب الثانی ۱۳۶۵ھ، مارچ ۱۹۴۶ء، ص ۶۲-۶۳)